NAME OF THE SCHOLAR : **AKHTAR ALI**

NAME OF SUPERVISOR : **DR. ABDUL HALIM**

DEPARTMENT : **PERSIAN**

TITLE OF THE THESIS : **SHEIKH FAIZI KI GHAZALYAT**

شیخ فیضی کی غزلیات کا تنقیدی جائزہ

ہندوستان میں فارسی زبان، ترکی وایرانی فوجوں کے ہمراہ آئی اور اپنی شیرینی کی وجہ سے بہت جلد لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوگئی۔ اس زبان کی ترقی میں مغل بادشاہوں کا کارنامہ لائق ستائش ہے۔ بابر، ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہجہاں اور اورنگ زیب ہر دور میں فارسی زبان کا ارتقا ہوا لیکن ان تمام ادوار میں اکبری عہد کو زریں عہد کہا جاتا ہے۔ اکبر اگرچہ اس وقت کے علماء کی نظر میں امی تصور کیا جاتا تھا لیکن سچ تو یہ ہے کہ وہ ادب شناس، نہایت باذوق اور قدردان سخن بھی تھا۔ اس نے اپنے دربار میں ’ملک الشعراء‘ کا خاص عہدہ قائم کیا اور غزالی مشہدی پہلا ’ملک الشعراء‘ قرار پایا۔ اکبر کی فیاضیوں کی شہرت سن کر ایران کے شعراء ہندوستان آنے لگے اور سلسلہ کچھ اس طور بڑھا کہ شعراء وادباء کی بڑی بڑی ٹولیاں اس دربار میں دکھائی دینے لگی۔ ابوالفضل نے ’’آئین آکبری‘‘ میں عہد اکبری کے 51 شعراء کا نام درج ہے۔ مولانا شبلی نے لکھا ہے کہ:

> ’’فارسی شاعری نے چھ سو برس کی وسیع
> مدت میں صرف دو شخص پیدا کیے جن
> کو اہل زبان کو بھی چاروناچار ماننا پڑا،
> خسرو اور فیضی۔‘‘

میں نے اپنے مقالے ''فیضی کی غزلیات کا تنقیدی جائزہ'' میں فیضی کے شاعرانہ کمالات، خصوصاً اس کی غزل گوئی سے بحث کی ہے اور فرداً فرداً اس کی غزلوں کی تمام خصوصیات کا عنوان کے تحت جائزہ لیا ہے۔ ضمنی طور پر پہلے عہد مغلیہ کے فارسی شعر و ادب کا مختصر مگر تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ اسی کے ذیل میں فیضی کے معاصر شعراء، علماء، ادبا اور تاریخ نویسوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

فیضی نے قصیدہ، مثنوی اور غزل تینوں اصناف میں طبع آزمائی کی، لیکن اس کی مثنویاں اور غزلیں لاجواب ہیں۔ فیضی کی غزل گوئی کی سب سے بڑی خوبی اس کا زورِ کلام ہے۔ کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے فقروں کا دروبست، خیالات و افکار کی رفعت، مضامین کا زور، الفاظ کی شان و شوکت اور بندش کی چستی یہ ساری چیزیں فیضی کی غزلوں میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ فیضی کی غزل گوئی کی دوسری خوبی استعارات و تشبیہات کی شوخی اور ندرت ہے۔ فیضی نے اپنی غزلوں میں فلسفیانہ و حکیمانہ مسائل برتنے میں بھی نہایت چستی و چابکدستی کا مظاہرہ کیا ہے۔ فیضی کی غزل گوئی کے اوصاف میں ایک خاص وصف وارداتِ عشق یا تغزل ہے۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ ان کی غزلیں عشقیہ سوز و گداز سے بالکل خالی ہیں۔

مختصر یہ کہ فیضی کے مذکورہ کمالاتِ شاعری کے روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب بھی فیضی کی شاعری کا ذکر ہوگا تو ہر ایک کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ فقط شاعر ہی نہیں بلکہ ایک حکیم بھی تھا۔ اس کی خاموشی میں ایک خروش ہے، اس کی شاعری تازہ ہے اور اس کے مضامین میں معانی کا خزانہ چھپا ہوا ہے، اس میں سحر کاری ہے، ژرف نگاہی ہے اور دور بینی و آفرینی بھی ہے۔